ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خاندانی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق بنائے اور آپ کو اِس دنیا اور آخرت میں اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ آمین!

پہلی بات یہ سمجھ لیجیے کہ جب تک آپ والدین کے سہارے تعلیم حاصل کر رہی ہوں اور آپ کا کوئی اپنا ذریعہ ایسا نہ ہو جس کے سہارے آپ تعلیم کے اخراجات کو پورا کر سکیں تو اس عرصے کے لیے جواب دہی آپ پر نہیں آپ کے والد پر ہے۔ ہاں' آپ کا اور آپ کی والدہ کا فرض ہے کہ انھیں متوجہ کرتے رہیں کہ وہ کوئی ایسا ذریعہ معاش اختیار کریں جو نہ مشتبہ ہو اور نہ اس میں ظاہری طور پر حرام کا دخل ہو۔

والدین اگر آپ کو کوئی تحفہ' سامان' کپڑے وغیرہ دیتے ہیں تو اس میں بظاہر آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کیونکہ آپ کا ذریعۂ حصول جائز ہے۔ ایسے میں شادی کے بعد والدین کے ہاں جا کر کھانا پینا آپ کے حقوق میں شامل ہے۔ قرآن نے صلۂ رحمی اور والدین کے گھر میں کھانے کے حق کو تسلیم کیا ہے (النور ۲۴:۶۱)۔ آپ کے شوہر اور ان کے والدین وغیرہ بھی آپ کے والدین کے ہاں کھانا کھا سکتے ہیں اور ان کے دیے ہوئے تحائف وصول کر سکتے ہیں۔

کسی بھی مستحق کی کفالت کرنا بہرصورت اجر کا باعث ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے والدین کے ساتھ زندگی گزار کر کوئی گناہ نہیں کیا ہے' اس لیے کفارہ کا سوال نہیں۔ اسے بطور ایک نیک عمل کے ضرور کریں۔ دین توازن' اعتدال اور آسانی کا نام ہے۔ کوشش کیجیے کہ فرائض اور سنتوں کا پورا اہتمام ہو۔ نوافل جتنے زیادہ ہو سکیں پڑھنے کی کوشش کیجیے لیکن نوافل کو فرائض کا مقام نہ دیجیے۔

اگر آپ کی کوئی سہیلی آپ کے ہاں آ کر رہتی ہے تو اسے اپنا کھانا وغیرہ لانے کی ضرورت نہیں۔ یہ انتہا پسندی ہے۔ ہاں' والدین کو احترام و محبت سے ہمیشہ دین کی صحیح تعلیم سے آگاہ کرتی رہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید صبر اور حکمت کے ساتھ گھریلو حالات کو احسن طریقے سے حل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

(ڈاکٹر انیس احمد)

مسجد سے متعلق بعض اہم مسائل

س : ۱- اپنے گاؤں کی مسجد کے لیے چندا ہمارے پاس جمع ہے۔ کیا ہم اس چندے کو دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتے ہیں؟

۲- مسجد کے لیے ایمپلی فائر ہم نے اپنے پیسوں سے خریدا۔ لوگوں نے وعدے کے باوجود اُس کے لیے کوئی چندا نہیں دیا۔ کیا ہم اس ایمپلی فائر کو دوسری مسجد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں؟

۳- ہماری مسجد جو میرے چچا نے تعمیر کی ہے اُس میں نمازی ہمارے ساتھ ہر وقت جھگڑتے رہتے ہیں۔ کیا ہم دوسری مسجد اپنے لیے بنا سکتے ہیں؟

۴- مسجد کے امام صاحب کی خدمت کوئی نہیں کرتا۔ مجبوراً ہمیں اُن کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ کیا اِس کے باوجود ہم اُن کی خدمت کریں کہ وہ ہمارے مخالف ہیں؟ اُنھوں نے میرے والد کی توہین کی ہے اور ہر وقت فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں۔

ج : ۱- چندا جو کسی ایک مسجد کے لیے جمع کیا جائے وہ اُسی مسجد کی ملکیت ہے جو صرف اُس کی مرمت' اس کی ضروریات اور دیگر متعلقہ اُمور پر خرچ کیا جاتا ہے۔ شرعاً یہ اجازت نہیں کہ اس کو مطلق مسجد کا چندا سمجھ کر دوسری کسی مسجد کی تعمیر یا مرمت یا دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کیا جائے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو جتنی رقم اُس میں سے دوسری جگہ خرچ کی ہے اس کی ذمہ داری خرچ کرنے والے پر ہے اور وہ اُس رقم کی واپسی اور مسجد کے فنڈ میں جمع کرنے کا شرعاً پابند ہوگا۔

۲- مسجد کے لیے جو ایمپلی فائر آپ نے خریدا اور کوئی دوسرا اُس کی قیمت ادا کرنے میں شریک نہیں ہوا تو وہ اُس وقت تک آپ کی ملکیت ہے جب تک آپ کے پاس رہے۔ لیکن اگر آپ نے اُسے مسجد میں اِس نیت سے ایک بار رکھ لیا کہ یہ اِس مسجد کے لیے ہے تو اس کے بعد آپ کو یہ حق حاصل نہیں رہا کہ آپ اُسے وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ یا اپنے گھر میں لے جائیں۔ اس لیے کہ جو چیز ایک بار مسجد کو دی گئی ہو وہ اُسی کی ملکیت اور وقف ہوگئی۔ اب وقف مال اور مسجد کے مال پر کسی کا اختیار نہیں کہ وہ اُس کو وہاں سے ہٹائے یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرے یہاں تک کہ وہ بوسیدہ اور ازکار رفتہ ہو جائے۔ تب بھی مسجد سے اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ ہاں' اہل محلہ اور امام مسجد کی اجازت سے فروخت کر کے اُس کی قیمت اسی مسجد کے فنڈ میں دی جاسکتی ہے۔

۳- سب سے پہلے بھرپور انداز میں کوشش کرنی چاہیے کہ مسجد کے نمازی اور اہل محلہ آپس میں جھگڑے ختم کر کے بھائی بھائی بن جائیں۔ مسجد میں جمع ہونے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ آپس میں شیر و شکر ہوں' ایک دوسرے کی مدد کریں' غمی شادی میں شریک ہوں اور اُن میں اتحاد و یگانگت اور باہمی احترام کا جذبہ پختہ ہو۔ یہ افہام و تفہیم کے ذریعے عین ممکن ہے۔ احادیث میں صفوں کو سیدھا اور دُرست کرنے کا فلسفہ بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ ان کی درستی سے لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

اولیت صلح و مصالحت کو دینی چاہیے۔ ضد اور اَنا کو اللہ اور اُمت محمدیؐ کی خاطر چھوڑ کر لوگوں سے

حسن سلوک اور بہترین اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے کہ یہی انسانیت ہے۔ اسی میں کامیابی ہے۔ کسی تحریک کے کارکنوں کی کامیابی کے لیے یہی ضرورت ہے کہ مقصد کی خاطر وہ حُسن سلوک، عوام کی خدمت اور کسرِنفسی سے کام لیا کریں اور ہمیشہ دوسروں کی عزت کریں۔ اس طرح اسی مسجد میں ہی ایک خوش گوار ماحول پیدا ہو جائے گا اور پھر آپ الگ مسجد بنانے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔

خدانخواستہ اگر حالات اِس قدر بگڑ گئے ہوں کہ مصالحت کا امکان باقی نہ رہا ہو اور ایک مسجد میں جمع ہونے سے نمازیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کا خدشہ محسوس کیا جا رہا ہو اور مصالحتی کوشش کے باوجود بہتری نظر نہ آ رہی ہو تو فتنے سے بچنے کے لیے اور جھگڑے کے سدباب کے لیے الگ مسجد بنا سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، چاہے ایک شخص یا ایک خاندان اپنی زمین پر اپنے پیسے سے تعمیر کرے۔ وہ عام مسلمانوں کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ اس لیے دوسری مسجد تعمیر کرنے کے بعد مصالحتی کوشش دوبارہ شروع کرنی چاہیے۔ خود تھوڑا جھک کر دوسروں کو راضی کریں۔ اسی میں بڑائی ہے۔ یہی اصل جیت ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کا موجود ہونا مقصد اولین ہے اور فرقہ واریت و افراتفری سے ان کا شیرازۂ قومیت بکھر جاتا ہے۔

۴- امام مسجد کی خدمت اگر پہلے سے کر رہے ہیں تو اب اُس میں اور اضافہ کیجیے تاکہ اُن کی تالیف قلب ہو جائے اور اُن کی رضامندی اور خوشی مسجد میں خوش گوار ماحول پیدا کرنے کا باعث بنے اور اسی طرح سارا مسئلہ حل ہو جائے۔ (مولانا فضل ربی)

ذخیرہ اندوزی کے مسائل

س: ۱- ایک زمین دار اپنے کھیت میں پیدا کی گئی جنس (گندم، کپاس، مسور، چنا، مونگ، ماش، دھان وغیرہ) منڈی میں مناسب دام نہ ملنے کی وجہ سے ذخیرہ کر لے تو کیا یہ ذخیرہ اندوزی میں شمار ہوگا؟

۲- فیکٹریاں خام مال (گندم، کپاس، چنا، مونگ، ماش، دھان وغیرہ) دوران سیزن اسٹاک کر لیتی ہیں تاکہ پراسیس کر کے آٹا، دالیں، چاول وغیرہ مارکیٹ میں فروخت کر لیں۔ یہ فیکٹریاں سارا سال کام کرتی رہتی ہیں۔ کیا یہ بھی ذخیرہ اندوزی میں شمار ہوگا؟

۳- ایک دکان دار یا تاجر جو زمین دار سے مال خریدتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد یہ اجناس مارکیٹ میں فروخت کر دیتا ہے۔ اس میں نفع و نقصان دونوں کا امکان ہوتا ہے، جب کہ اس